۸۱۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، ج ۷، ص ۱۳۴؛ ابن نجیم، زین الدین، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، بیروت، دار المعرفت، ج ۵، ص ۱۲۹
الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۷، ص ۵۰۴ ۸۲۔ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۷، ص ۲۱۸
۸۳۔ ایضاً، ج ۷، ص ۲۱۸ ۸۴۔ الترمذی، السنن، ج ۴، ص ۳۳
۸۵۔ ابن حجر، احمد بن علی، ابو الفضل، الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ، بیروت، دار المعرفت، س ن، ج ۲، ص ۹۴
۸۶۔ علاء الدین علی بن حسام الدین المتقی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۱ھ، ج ۵، ص ۳۹۹
۸۷۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ج ۷، ص ۹۲ ۸۸۔ ابوداؤد، سنن، ج ۴، ص ۲۴۶
۸۹۔ الترمذی، سنن، ج ۴، ص ۵۳ ۹۰۔ ایضاً، ج ۴، ص ۵۳
۹۱۔ الحصکفی، درمختار، ج ۴، ص ۳؛ حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲، ص ۱۵۸ ۹۲۔ البخاری، الجامع الصحیح، ج ۳، ص ۱۳۸۲
۹۳۔ النسائی، احمد بن شعیب ابو عبد الرحمٰن، سنن النسائی، حلب، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ۱۹۸۶ء، ج ۸، ص ۶۸
۹۴۔ ایضاً، ج ۸، ص ۶۹
۹۵۔ السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الاشباہ والنظائر، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ، ج ۱، ص ۱۲۳
۹۶۔ ایضاً، ج ۱، ص ۱۲۳
۹۷۔ تقی امینی، مولانا، احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت، لاہور، الفیصل ناشران اردو بازار، ۲۰۰۷ء، ص ۶۹
۹۸۔ شامی، ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، بیروت، دار الفکر، ۱۴۱۲ھ، ج ۴، ص ۶۰
۹۹۔ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۷، ص ۲۴۲ ۱۰۰۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، ج ۷، ص ۶۴
۱۰۱۔ ابن نجیم، البحر الرائق، ج ۵، ص ۴۴ ۱۰۲۔ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۷، ص ۵۱۷
۱۰۳۔ حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲، ص ۱۵۸ ۱۰۴۔ الرازی، مفاتیح الغیب، ج ۱، ص ۲۸۰۲
۱۰۵۔ ایضاً، ج ۱، ص ۲۸۰۲ ۱۰۶۔ حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲، ص ۱۵۸
۱۰۷۔ ایضاً، ج ۲، ص ۱۵۸ ۱۰۸۔ ایضاً، ج ۲، ص ۱۵۸
۱۰۹۔ ایضاً، ج ۲، ص ۱۵۸ ۱۱۰۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، ج ۷، ص ۴۰
۱۱۱۔ حجۃ اللہ البالغہ، ج ۲، ص ۱۵۸ ۱۱۲۔ النور: ۲
۱۱۳۔ البقرہ: ۱۷۹ ۱۱۴۔ الترمذی، ج ۴، ص ۲۲؛ ابوداؤد، ج ۳، ص ۷
۱۱۵۔ کتاب مقدس، لاہور، پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی، باب ۲۲، آیت ۲۲ تا ۳۴
۱۱۶۔ احمد بن حنبل، مسند، ج ۸، ص ۸۷ ۱۱۷۔ آلوسی، روح المعانی، ج ۶، ص ۱۳۴
۱۱۸۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر، ابو عبد اللہ، اعلام الموقعین، بیروت، دار الجیل، ۱۹۷۳ء، ج ۲، ص ۸۲
۱۱۹۔ ابن جریر، طبری، جامع البیان، ج ۵، ص ۴۰۷
۱۲۰۔ مالک بن انس، ابو عبد اللہ، امام، موطا، دمشق، دار القلم، ۱۴۱۳ھ، ج ۳، ص ۲۲۴
۱۲۱۔ الانعام: ۱۰۸ ۱۲۲۔ الاعراف: ۱۵۸
۱۲۳۔ الفرقان: ۱ ۱۲۴۔ سبا: ۲۸

تجارتی معاملات میں قبضہ کی شرعی حیثیت

محمد معاذ*

محمد اعجاز**

تجارت، لین دین اور باہمی معاہدہ کی مختلف دور میں مختلف صورتیں رائج رہی ہیں، بہت سے عقود اور معاملات بنیادی طور پر قدیم زمانہ میں بھی رائج تھے اور عہد جدید میں ان کی ترقی یافتہ صورتیں رائج ہوگئی ہیں، اس طرح کے تجارتی مسائل میں ایک اہم مسئلہ کسی چیز کو خرید کر اس کو قبضہ کرنے سے پہلے آگے بیچنے کا ہے، جس کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے اور درج ذیل نقطہ نظر مشہور ہیں:

(۱) عطاء بن ابی رباح اور عثمان البتی کا مذہب۔

(۲) حضرت عثمان بن عفان اور ان کے موافقین کا مذہب۔

(۳) امام شافعی، امام محمد اور ان کے موافقین کا مذہب۔

(۴) امام مالک کا مذہب۔

(۵) امام احمد بن حنبل کا مذہب۔

(۶) امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا مذہب۔

لہذا ذیل میں مذکورہ تمام مذاہب اور ان کے دلائل ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ عطا بن ابی رباح اور عثمان البتی کا مذہب:

عطاء بن ابی رباح اور عثمان البتی کا نقطہ نظر مطلقاً جواز کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خریدار کے لئے مبیع پر قبضہ کئے بغیر آگے بیچنا اور اس میں ہر طرح کے تصرفات کرنا مکمل طور پر جائز ہے، جیسے کہ ابن حزم حضرت عطاء کا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال عطاء : جائز بيع كل شئى قبل ان يقبض. (۱)

''حضرت عطا فرماتے ہیں کہ ہر چیز کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز ہے۔''

---

*ریسرچ سکالر، پی ایچ۔ڈی، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

**ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

مذکورہ نقطہ نظر کی دلیل اور اس کا تجزیہ:

حضرت عطا بن ابی رباح اور عثمان البتی مطلقاً جواز کا قول اختیار کرنے میں بظاہر ان دلائل سے استدلال کرتے ہیں جو نفس بیع کے جواز پر دلالت کرتے ہیں، لیکن قبضہ سے پہلے مطلقاً فروخت کی اجازت کا مذکورہ نقطہ نظر احادیث مبارکہ کے صراحتاً مخالف ہونے کی بناء پر التفات کے لائق نہیں ہے، جیسے کہ امام نوویؒ لکھتے ہیں:

فاما مذهب عثمان البتی فحكاه المازری والقاضی ولم يحكه الاكثرون بل نقلوا الاجماع علی بطلان بيع الطعام المبيع قبل قبضه قالوا واما الخلاف فيما فهو شاذ متروک(۲)

''عثمان البتی کے مذہب کو صرف مازری اور قاضی نے بیان کیا ہے جبکہ علماء کی اکثریت نے اسے بیان نہیں کیا بلکہ انہوں نے مبیع کے طعام ہونے کی صورت میں اس کی قبضہ سے پہلے بیع کے باطل ہونے پر اجماع نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس اجماع کے مخالف قول شاذ اور قابل ترک ہے۔''

امام ابن قیم نے اس نقطہ نظر کے بارے میں اس انداز سے تبصرہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رائے ثبوت کے اعتبار سے بھی قابل غور ہے، جیسے کہ وہ لکھتے ہیں

واما ما حكی عن عثمان البتی من جوازه فان صح فلا يعتد به(۳)

''عثمان البتی سے قبضہ سے پہلے بیع کا جو جواز منقول ہے تو اگر یہ بات صحیح بھی ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔''

الغرض مذکورہ نقطہ نظر یا تو ثابت نہیں ہے اور اگر ثابت ہے تو پھر قابل التفات نہیں ہے۔

۲۔ حضرت عثمان بن عفان اور ان کے موافقین کا مذہب:

حضرت عثمان بن عفان کے نزدیک کیل اور وزن والی اشیاء کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے اور دیگر اشیاء کو بیچنا جائز ہے۔ یہ رائے حضرت عثمان بن عفان کے علاوہ سعید بن المسیب، حضرت حسن، حضرت حکم، حماد بن ابی سلیمان، امام اوزاعی اور حضرت اسحاق سے بھی منقول ہے، یہی نقطہ نظر امام احمد بن حنبل کی بھی ایک روایت ہے، جیسے کہ امام نوویؒ اس نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

يجوز بيع كل مبيع قبل قبضه الا المكيل والموزون قاله عثمان بن عفان و سعيد بن المسيب والحسن والحكم و حماد والاوزاعی واحمد و اسحاق .(۴)

''ہر بیچی جانے والی چیز کو قبضہ سے پہلے آگے بیچنا جائز ہے البتہ مکیلی اور موزونی اشیاء کو بیچنا جائز نہیں ہے حضرت عثمان بن عفان، سعید بن المسیب، حسن، حکم، حماد، اوزاعی، احمد اور اسحاق کی یہی رائے ہے۔''

مذکورہ نقطہ نظر کی دلیل:

علامہ ابن عبدالبر مذکورہ نقطہ نظر کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حجة من ذهب هذا المذهب ، ان الطعام المنصوص عليه اصله الكيل والوزن ، فكل مكيل او موزون فذلك حكمه .(۵)

''اس نقطہ نظر کی دلیل یہ ہے کہ نص میں ذکر کردہ طعام کی اصل کیل اور وزن ہے لہذا ہر وہ چیز جو مکیلی یا موزونی ہوگی اس کا حکم قیاس کی بنیاد پر یہی ہوگا۔''

مذکورہ نقطہ نظر کی بنیاد اور دلیل کا حاصل یہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں طعام کو قبضہ سے پہلے آگے بیچنے سے منع کیا گیا ہے اور درحقیقت طعام کی ممانعت کی وجہ اس کا مکیلی اور موزونی ہونا ہے، لہذا قیاس کی بنیاد پر ہر مکیلی اور موزونی چیز کا یہی حکم ہوگا اور یہ حکم طعام کے ساتھ مخصوص نہیں ہوگا۔

۳۔ امام شافعی، امام محمد اور امام زفر وغیرہ کا مذہب:

امام شافعی، امام محمد اور ان کے موافقین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ خریدار کے لئے کسی بھی چیز کو خرید کر اس پر قبضہ کرنے سے پہلے آگے بیچنا مطلقاً جائز نہیں ہے، خواہ خرید کردہ چیز طعام ہو یا غیر طعام، منقولہ ہو یا غیر منقولہ، مکیلی چیز ہو یا موزونی۔

مذکورہ نقطہ نظر حضرت عبداللہ بن عباس، امام شافعی اور ان کے اکثر اصحاب کا ہے اور امام احمد کی ایک روایت ہے اور حنفیہ میں سے امام محمد بن حسن اور امام زفر کا ہے۔

امام شافعی کتاب الام میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فمن ابتاع شيئا كائنا ما كان فليس له ان يبيعه حتى يقبضه. (٦)

''جس شخص نے کسی بھی چیز کو خریدا تو اس کے لئے خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔''

اسی طرح ابن قدامہ امام احمد سے منقول مذکورہ روایت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عن احمد رواية اخرى لايجوز بيع شئى قبل قبضه اختارها ابن عقيل و روى ذلک عن ابن عباس .(۷)

''امام احمد سے ایک دوسری روایت بھی ہے کہ کسی بھی چیز کو اس پر قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، اس روایت کو ابن عقیل نے اختیار کیا ہے اور اسی طرح کا قول حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی مروی ہے۔''

نیز امام شافعی کی موافقت میں امام محمد بن حسن شیبانی اپنی کتاب میں ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے اپنا نقطہ نظر لکھتے ہیں:

رجل اشتری دارا فباعها قبل القبض فهو جائز وهو قول ابی یوسف رحمه الله و قال محمد رحمه لا یجوز.(۸)

''ایک آدمی نے گھر خریدا پھر اسے قبضہ سے پہلے بیچ دیا تو یہ جائز ہے اور یہ امام ابو یوسف کا قول ہے جبکہ امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے۔''

شافعیہ اور ان کے موافقین کے دلائل:

امام شافعی، امام محمد اور ان کے موافقین مطلقاً ممانعت کے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

پہلی دلیل:

علامہ شیرازی امام شافعیؒ کے اس نقطہ نظر کی دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولا یجوز بیع ما لم یستقر ملکه علیه ... قبل القبض ؛ لما رود ؛ ان حکیم بن حزام قال : یا رسول الله ، انی ابیع بیوعا کثیرة فما یحل لی منها مما یحرم ؟ قال : ((لاتبع مالم تقبضه))(۹)

''ان تمام چیزوں کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے جن چیزوں پر مالک کی ملکیت قرار نہیں پکڑتی ہے... اسکی وجہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت حکیم بن حزام نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں خرید و فروخت کثرت کے ساتھ کرتا ہوں ان میں سے کون سی چیزیں میرے لئے حلال ہیں اور کون سی چیزیں میرے لئے حرام ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کسی بھی ایسی چیز کو مت بیچو جو ابھی تمہارے قبضہ میں نہیں آئی۔''

گویا کہ مذکورہ عبارت میں ''لا تبع ما لم تقبضه'' کے الفاظ میں ''ما'' کے عموم سے استدلال کیا گیا ہے کہ تمام چیزوں میں قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت ہے لہذا کسی بھی چیز کو فروخت کرنے کے لئے قبضہ کرنا ضروری ہے۔

دوسری دلیل:

امام شافعی اور ان کے موافقین کی دوسری دلیل حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی درج ذیل روایت ہے:

ان رسول الله ﷺ نهی ان تباع السلع حیث تبتاع حتی یحوزها التجار الی رحالهم.(۱۰)

''یقیناً اللہ کے رسول ﷺ نے سامان کو خریداری کے مقام پر ہی بیچنے سے منع کیا ہے یہاں تک کہ اس سامان کو تاجر لوگ اپنے ٹھکانوں کی طرف منتقل نہ کردیں۔''

اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت کو ہر قسم کے سامان کے بارے میں عام رکھا ہے اور طعام کے ساتھ حکم کو مقید نہیں کیا، جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قبضہ سے قبل فروخت کی ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ہر قسم کی چیز کو خریدنے کی صورت میں قبضہ سے پہلے فروخت کرنا منع ہے۔

تیسری دلیل:

مذکورہ نقطہ نظر کے اثبات کے لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی رائے بھی بطور دلیل پیش کی جاتی ہے، جیسے کہ کتاب الام میں ہے:

عن ابن عباسؓ قال ((اما الذی نهی عنه رسول الله ﷺ ان یباع حتی یقبض ، الطعام)) قال ابن عباس برایه ولا احسب کل شئی الا مثله: (قال الشافعی) وبهذا ناخذ ، فمن ابتاع شینا کائنا ماکان فلیس له ان یبیعه حتی یقبضه.(۱۱)

''ابن عباس سے روایت ہے کہ طعام ہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے قبضہ سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا، ابن عباس اپنی رائے سے فرماتے ہیں کہ میں تو ہر چیز کو طعام جیسی ہی سمجھتا ہوں، امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہم اسی رائے کو لیتے ہیں، لہذا جس شخص نے کسی بھی چیز کو خریدا تو اس خریدار کے لئے اس چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔''

حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے طعام کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت کا تذکرہ کرنے کے بعد ہر چیز کو طعام کے مثل قرار دیا، جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حدیث کے راوی کے نزدیک یہ ممانعت صرف طعام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر چیز کے ساتھ اس ممانعت کا تعلق ہے، لہذا تمام اشیاء میں مطلقاً قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت ہے۔

چوتھی دلیل:

مذکورہ نقطہ نظر کے اثبات کے لئے دلیل نقلی کے طور پر حضرت عبداللہ بن عمرو کی درج ذیل روایت بھی پیش کی جاتی ہے:

عن عبدالله بن عمرو ان رسول الله ﷺ قال : ((لایحل سلف و بیع ، ولا شرطان فی بیع ولا ربح مالم یضمن)) هذا حدیث حسن صحیح(۱۲)

''حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ سلف اور بیع حلال نہیں اسی طرح ایک بیع میں دو شرطیں اور اس چیز کا نفع حلال نہیں جس کی ضمان نہیں لی۔''

الغرض مذکورہ حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے ایسی چیز کا نفع لینے سے منع کیا ہے جو ابھی ضمان میں داخل نہیں

ہوئی اور اگر قبضہ کرنے سے پہلے کسی چیز کو خرید کر فروخت کر دیا جائے تو اس صورت میں ایسی چیز کا نفع لینا لازم آتا ہے جو ابھی ضمان میں داخل نہیں ہوئی، کیونکہ خریدار کی ضمانت میں مبیع اس وقت داخل ہوتا ہے جب خریدار اس چیز پر قبضہ کر لے، لہذا اگر کوئی شخص خریدی ہوئی چیز کو قبضہ کرنے سے پہلے نفع کے ساتھ بیچتا ہے تو یہ ایسی چیز کا نفع وصول کرنا ہوگا جو ابھی اس کی ضمانت میں نہیں آئی، یہ بات مذکورہ حدیث کی رو سے ممنوع ہے اور یہ علت جس طرح طعام میں پائی جاتی ہے اسی طرح غیر طعام میں بھی پائی جاتی ہے، لہذا مطلقاً تمام اشیاء میں خریداری کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت ہوگی۔

پانچویں دلیل:

امام شافعی کے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے دلیل عقلی بیان کرتے ہوئے امام شیرازی لکھتے ہیں:

ولان ملكه عليه غير مستقر لانه ربما هلك فانفسخ العقد و ذلك غرر من غير حاجة فلم يجز . (۱۳)

"اسلئے کہ خریدار کی ملکیت مبیع پر مضبوط نہیں ہے کیونکہ اگر مبیع ہلاک ہو جاتا ہے تو معاملہ ختم ہو جائے گا اور یہ کسی ضرورت کے بغیر غرر ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔"

مذکورہ دلیل عقلی کا حاصل یہ ہے کہ کسی چیز کو خرید کر قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کرنے کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ یہ شخص اپنے خریدار کو وہ چیز حوالے نہ کر سکے، اسلئے کہ اگر وہ چیز قبضہ سے پہلے ہلاک ہو گئی تو معاملہ ہی ختم ہو جائے گا اس صورت میں کسی ضرورت کے بغیر غرر لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے، لہذا جس چیز کی وجہ سے بلا ضرورت غرر لازم آرہا ہے تو وہ چیز بھی جائز نہیں ہوگی۔

چھٹی دلیل:

مذکورہ نقطہ نظر چونکہ حنفیہ میں سے امام محمد بن حسن کا بھی ہے اور مطلقاً عدم جواز کے مؤقف کو اختیار کرنے کے لئے علامہ بابرتی ان کے دلائل نقلیہ وعقلیہ کو جامعیت اور اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقال محمد لا يجوز رجوعاً الى اطلاق الحديث و اعتباراً بالمنقول بجامع عدم القبض فيهما وصار كالاجاره فانها في العقار لاتجوز قبل القبض والجامع اشتمالهما على ربح ما لم يضمن فان المقصود من البيع الربح و ربح ما لم يضمن منهى عنه شرعاً والنهى يقتضى الفساد فيكون البيع فاسداً قبل القبض لانه لم يدخل فى ضمانه كما فى الاجارة.(۱۴)

"امام محمد فرماتے ہیں کہ زمین کو بھی قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سلسلے میں حدیث مبارکہ مطلق ہے اور غیر منقولہ کو ہم منقولہ اشیاء پر ہی قیاس کرتے ہیں کیونکہ قبضہ کا نہ ہونا ان دونوں میں مشترک

چیز ہے اور غیر منقولہ چیز کو بیچنا ایسے ہی ہے جیسے اس کو کرایہ پر دینا اور غیر منقولہ کو کرایہ پر دینا قبضہ سے پہلے جائز نہیں ہے اور اس صورت میں ان دونوں میں قدر مشترک غیر مضمون چیز کا نفع حاصل کرنا ہے کیونکہ بیع سے مقصود نفع کا حصول ہے اور غیر مضمون چیز کا نفع حاصل کرنا شرعاً ممنوع ہے اور شرعاً کسی چیز کا ممنوع ہونا اس کے فاسد ہونے کا تقاضا کرتا ہے لہذا قبضہ سے پہلے بیع کرنا ضمانت میں نہ ہونے کی وجہ سے فاسد ہوگا جیسے کہ غیر منقولہ کو قبضہ سے پہلے کرایہ پر دینا درست نہیں ہے۔''

گویا کہ امام محمد بن حسن قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت میں عموم کا نقطہ نظر اختیار کرنے میں حدیث مبارکہ کے عموم کو نقلی طور پر اور ضمان سے پہلے فروخت کرنے کی ممانعت کے عموم کو عقلی طور پر بنیاد بناتے ہیں، ان دو بنیادوں کی وجہ سے وہ تمام اشیاء میں قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت کے قائل ہیں۔

۴۔ امام مالک کا مذہب:

قبضہ سے پہلے فروخت کی شرعی حیثیت کے بارے میں امام مالک کے مذہب کو بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے نفس مذہب، پھر مذہب کی شرائط، پھر مذہب سے استثنائی صورتوں کا تذکرہ کیا جائے گا اور سب سے آخر میں امام مالک کے مذہب کا خلاصہ تحریر کیا جائے گا چنانچہ ذیل میں سب سے پہلے مالکیہ کے نفس مذہب کو بیان کیا جاتا ہے۔

مالکیہ کا نفس مذہب:

مالکیہ کے مذکورہ مسئلہ میں نفس مذہب کو بیان کرتے ہوئے ابن رشد لکھتے ہیں:

اما بیع ماسوی الطعام قبل القبض فلا خلاف فی مذهب مالک فی اجازته و اما الطعام الربوی فلا خلاف فی مذهبه ان القبض شرط فی بیعه و اما غیر الربوی من الطعام فعنه فی ذلک روایتان احداهما المنع وهی الاشهر...والروایة الاخری الجواز (۱۵)

''طعام کے علاوہ دیگر اشیاء کو قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کے جواز کے بارے میں امام مالکؒ کے مذہب میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور طعام کی وہ صورت جس میں ربا جاری ہوتا ہے اس کی بیع کیلئے قبضہ کے شرط ہونے میں بھی امام مالک کے مذہب میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور طعام کی غیر ربا والی صورت میں دو روایتیں ہیں ایک عدم جواز کی ہے جو کہ زیادہ مشہور ہے...اور دوسری روایت جواز کی ہے۔''

مذکورہ مذہب کی شرائط:

علامہ دردیر امام مالک کے اس نقطہ نظر کی شرائط کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(وجاز) لمشتر و موهوب شیئا (البیع قبل القبض) من البائع والواهب (الامطلق طعام المعاوضة) ای الذی فی مقابلة شیء و اراد بمطلقه ربویا کقمح او لا کتفاح فلا یجوز

بیعہ قبل قبضہ ...و محل المنع حیث (اخذ) ای اشتری (بکیل) او وزن او عدد لا جزافاً فیجوز بیعہ قبل قبضہ لدخولہ فی ضمان المشتری بمجرد العقد فھو مقبوض حکماً فلیس فیہ توالی عقدتی بیع لم یتخللھما قبض۔.(۱۶)

''کسی چیز کے خریدار کے لئے اس چیز کو بائع سے قبضہ لئے بغیر بیچنا جائز ہے اسی طرح موھوب کے لئے ھبہ شدہ چیز پر واہب کی طرف سے قبضہ حاصل کرنے سے پہلے بیچنا جائز ہے البتہ معاوضہ والے طعام کو مطلقاً بیچنا جائز نہیں ہے، یعنی وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے مقابلہ میں ہو اور مطلق سے مراد یہ ہے کہ وہ طعام ربوی ہو جیسے کہ گندم یا ربوی نہ ہو جیسے کہ سیب لہذا ان چیزوں کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے... اور اس ممانعت کی صورت یہ ہے کہ مشتری نے کیل یا وزن یا عدد کی شرط کے ساتھ خریدا ہو انداز ے کے ساتھ نہ خریدا ہو، لہذا اگر انداز ے کے ساتھ خریدا ہو تو پھر بھی قبضہ سے پہلے اس چیز کو بیچنا جائز ہے اسلئے کہ وہ چیز صرف عقد کرنے کے ساتھ ہی خریدار کی ضمان میں داخل ہو جاتی ہے، لہذا وہ حکمی اعتبار سے خریدار کے قبضہ میں کہلاتی ہے اور اس میں خرید و فروخت کے دو ایسے معاملا ے کا پے در پے کرنا لازم نہیں آتا جن کے درمیان میں قبضہ نہ آیا ہو۔''

مذکورہ عبارت میں بنیادی طور پر مالکیہ کے مذہب کی دو شرائط بیان کی گئی ہیں جنہیں مرتب انداز میں خلاصہ مذہب کے عنوان کے تحت بیان کر دیا گیا ہے۔

قبضہ کی صحت کی ذیلی شرائط اور استثنائی صورتیں:

علامہ دسوقی قبضہ کی صحت کی ذیلی شرط کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ویجوز بیعہ بعد قبضہ حال کونہ لم یقبض من نفسہ لنفسہ فان قبض من نفسہ لنفسہ منع بیعہ لان ھذا القبض الواقع بین العقدین کلاقبض.(۱۷)

''اور قبضہ کے بعد اس کو بیچنا اس حال میں جائز ہے جبکہ اس نے اپنے نفس سے اپنے لئے ہی قبضہ نہ کیا ہو پھر اگر اس نے اپنے نفس سے اپنے لئے ہی قبضہ کیا ہو تو اس کی بیع کو منع کیا جائے گا کیونکہ دو عقدوں کے درمیان آنے والے اس قبضہ کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے کہ قبضہ ہی نہیں ہوا۔''

البتہ قبضہ کی اس ذیلی شرط سے استثنائی صورت کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ دردیر لکھتے ہیں:

(الا) ان یکون القابض من نفسہ ممن یتولی طرفی العقد (کوصی یتیمیہ) و والد لولایۃ الصغیرین و سید لعبدیہ فیجوز بیع طعام احدھما للآخر ثم بیعہ علیہ لاجنبی قبل قبضہ لمن اشتراہ لہ .(۱۸)

(مذکورہ عبارت میں بیان کردہ استثنائی صورت کا حاصل یہ ہے کہ) جب اپنی ذات سے ہی قبضہ کرنے والا شخص ایسا ہو جو کسی معاملے کی دونوں اطراف کا ولی ہو، جیسے دو یتیموں کا وصی یا دو نابالغ بچوں کا والد ہے یا دو غلاموں کا مالک ہے تو اس صورت میں اس خرابی کے لازم آنے کے باوجود طعام کی بیع کو ناجائز قرار نہیں دیا جائے گا، چنانچہ اگر وصی اپنے زیرِ تربیت دو یتیموں میں سے ایک کے طعام کو دوسرے کے ہاتھ بیچتا ہے پھر اس طعام کو اس کے مشتری کی طرف سے اپنے قبضہ کرنے سے پہلے ہی اس کو کسی اجنبی کے ہاتھ بیچ دیتا ہے تو اس وصی کا یہ عمل شرعاً درست ہے کیونکہ یہ وصی عقد کے دونوں اطراف کا سرپرست ہے۔

خلاصہ مذہب:

الغرض مالکیہ کے مذہب کا حاصل یہ ہے کہ تمام اشیاء میں سے صرف طعام ہی ایسی چیز ہے جسے قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، خواہ وہ طعام ربوی ہو جیسے کہ گندم ہے یا غیر ربوی ہو جیسے کہ سیب ہے، جبکہ طعام کے علاوہ جتنی بھی اشیاء ہیں ان سب کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے۔

پھر مالکیہ نے طعام کی بیع کے فاسد ہونے کے لئے درج ذیل دو شرطیں بھی لگائی ہیں:

پہلی شرط یہ ہے کہ وہ طعام کسی معاوضہ کے ذریعے سے ملکیت میں آیا ہو جیسے کہ خریداری یا کرایہ داری یا صلح یا کسی جرم کے تاوان یا اس کے علاوہ کسی دیگر معاوضہ والے عقود میں سے کسی عقد کے نتیجے میں ملکیت حاصل ہوئی ہو، لہذا اگر طعام کسی شخص کی ملکیت میں ھبہ یا میراث وغیرہ کی وجہ سے آیا ہو تو اس صورت میں اس طعام کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عقد معاوضہ کیل یا وزن یا عدد کی بنیاد پر ہو پھر وہ اس کو کیل یا وزن یا عدد کی شرط کے ساتھ خرید کر طعام کو قبضہ سے پہلے بیچے، لہذا اگر کسی شخص نے طعام کو عقد معاوضہ میں اندازے کی بنیاد پر خریدا پھر اس طعام کو قبضہ سے پہلے بیچ دیا تو یہ بیچنا جائز ہوگا، خواہ یہ شخص طعام کو اندازے کی بنیاد پر آگے بیچے، یا کیل کی شرط کے ساتھ بیچے، لیکن اگر طعام کو کیل کی بنیاد پر خریدا تو اب اس طعام کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہوگا، خواہ اس طعام کو آگے کیل کی شرط کے ساتھ بیچے یا اندازے کے ساتھ بیچے۔

اسی طرح امام مالک کے نزدیک قبضہ کے صحیح ہونے کی ذیلی شرط یہ بھی ہے کہ قبضہ کرنے والا شخص اپنی ذات سے اپنے نفس کے لئے ہی قبضہ نہ کرے، لہذا اگر قبضہ کرنے والے شخص نے اپنی ذات کے لئے اپنے نفس سے ہی قبضہ کیا تو اس بیع کو ممنوع قرار دیا جائے گا، کیونکہ اس صورت میں دو معاملوں کے درمیان اس قبضہ کی حیثیت بالکل ایسے ہی ہے جیسے کہ قبضہ نہ کرنے کی ہوتی ہے۔

مذکورہ شرط کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے طعام کے بیچنے کا کسی کو وکیل بنایا اور اس وکیل نے وہ طعام کسی اجنبی کے ہاتھ بیچ دیا اور اس اجنبی کے طعام پر قبضہ کرنے سے پہلے اس وکیل نے وہ طعام اس سے اپنے

لئے خریدلیا تو اس صورت میں وکیل کا اجنبی شخص سے یہ معاملہ کرنا ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں یہ شخص اپنے نفس سے اپنے ہی لئے قبضہ کررہا ہے اور یہ درست نہیں ہے۔ اسی طرح اگر طعام کے خریدنے کا اس کو وکیل بنایا اور وکیل نے وہ طعام خرید کر اس پر قبضہ کرلیا پھر اس طعام کو اجنبی کے ہاتھ بیچ دیا اور اجنبی کے طعام پر قبضہ کرنے سے پہلے پہلے اس نے اس سے خریدلیا، تو اس صورت میں اس کا اپنے نفس سے اپنے لئے ہی قبضہ کرنا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

مذکورہ ذیلی شرط کا مطلب یہ ہوا کہ اس قبضہ میں قبضہ قوی قابل اعتماد ہے، لہذا اگر قبضہ قوی ہوگا تو اس کے بعد طعام کی بیع جائز ہوگی اور اگر قبضہ ضعیف ہوگا تو اس کی حیثیت چونکہ قبضہ نہ ہونے کی ہے لہذا اس صورت میں طعام کی بیع جائز نہیں ہوگی۔

مالکیہ کے دلائل:

المدونۃ الکبری میں فقہ مالکی کے مذکورہ نقطۂ نظر کو مدلل انداز میں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

قلت : ولم وسع مالک فی ان ابیع ما اشتریت قبل ان اقبضه من جميع الاشياء كلها الطعام والشراب اذا كان جزافاً والعروض والحيوان و جميع الاشياء، و ابى ان يجيز لي ان ابيع مااشتريت مما يوكل و يشرب كيلاً او وزنا حتى اقبضه ؟ قال : لان النبي ﷺ نهى عن بيع الطعام حتى يستوفى وهو عندنا على الكيل والوزن و كل شئى ما خلا الطعام والشراب فهو جائز ان تبيعه قبل ان تستوفيه ان كنت اشتريته و زنا او كيلا او جزافا فهو سواء ، وان كان الحديث انما جاء فى الطعام وحده . قلت و لم وسع مالک فى ان ابيع مااشتريت من الطعام جزافا قبل ان اقبضه من صاحبه الذى ابتعته منه او من غيره ؟قال : لانه لما اشترى الطعام جزافا فكانه انما اشترى سلعة بعينها فلا باس ان تبيع ذلک قبل القبض .(١٩)

”میں نے سوال کیا کہ امام مالک نے اس بات میں کیوں وسعت اختیار کی ہے کہ میں کھانے پینے والی تمام اشیاء کو اندازے کے ساتھ خریدنے کی صورت میں، سازوسامان کو، جانوروں کو اور اس کے علاوہ دیگر اشیاء کو قبضہ سے پہلے بیچ سکتا ہوں اور اس بات سے کیوں انکار کیا کہ میں کھانے پینے والی چیزوں کو کیل یا وزن کی شرط کے ساتھ خریدنے کی صورت میں قبضہ کرنے سے پہلے مت بیچوں تو جواب دیتے ہوئے کہا اسلئے کہ نبی کریم ﷺ نے طعام کو استیفاء سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا ہے اور اس کا تعلق ہمارے نزدیک کیل اور وزن کے ساتھ ہے اور طعام اور شراب کے علاوہ ہر چیز کو استیفاء سے پہلے بیچنا جائز ہے خواہ اس کو کیل یا وزن یا اندازے کی بنیاد پر خریدا ہو کیونکہ حدیث مبارکہ میں ممانعت صرف طعام کے بارے میں

آئی ہے پھر میں نے سوال کیا کہ امام مالک نے کیوں اجازت دی ہے کہ میں اندازے کی بنیاد پر خریدے جانے والے طعام کو قبضہ کرنے سے پہلے اس طعام کے بائع کو یا کسی دوسرے شخص کے ہاتھ بیچ سکتا ہوں تو جواب دیا کیونکہ جب طعام کو اندازے کے ساتھ خریدا تو گویا کہ اس نے کسی متعینہ سامان کو خریدا ہے لہذا اس صورت میں قبضہ سے پہلے بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

گویا کہ امام مالک کے مشہور نقطہ نظر کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں:

ایک تو یہ کہ اس ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ مخصوص ہے اس حصے کے اثبات کے لئے امام مالک ان احادیث کو ذکر کرتے ہیں جن میں ممانعت کے ساتھ لفظ طعام خاص طور پر مذکور ہے، البتہ نقطہ نظر کے دوسرے حصے یعنی طعام کی ممانعت کو کیل یا وزن کے ساتھ مخصوص کرنے اور اندازے کی صورت میں قبضہ سے پہلے فروخت کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں طعام کو قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت میں استیفاء کی شرط بھی ہے اور استیفاء سے مراد ان کے نزدیک کیل اور وزن ہے، لہذا کیل اور وزن کی صورت میں تو طعام کی قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت ہوگی اور اندازے کی صورت میں اگر خریداری کی گئی ہو تو پھر ممانعت نہیں ہوگی۔

۵۔امام احمد بن حنبل کا مذہب:

کسی چیز کو خرید کر اس پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں امام احمد بن حنبل سے درج ذیل چند روایتیں منقول ہیں۔

پہلی روایت: امام احمد بن حنبل کے نزدیک صرف مکیلی، موزونی اور عددی اشیاء میں خریدار کے لیے قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔(۲۰)

دوسری روایت: مذکورہ مسئلہ میں امام احمد بن حنبل سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ اس ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ مخصوص ہے۔(۲۱)

تیسری روایت: مذکورہ مسئلہ میں امام احمد بن حنبل سے ایک روایت یہ ہے کہ کسی بھی چیز کو خرید کر اس پر قبضہ کرنے سے پہلے آگے بیچنا جائز نہیں ہے۔(۲۲)

چوتھی روایت: مذکورہ مسئلہ میں امام احمد بن حنبل سے ایک تفصیلی روایت بھی منقول ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز متعین ہو تو اس متعینہ چیز کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے جیسے کہ غلہ کا ایک ڈھیر کیل کے بغیر بیچا گیا ہو، تو ایسے غلہ کے ڈھیر کو قبضہ سے پہلے بھی بیچنا جائز ہے اور جو چیز متعین نہ ہو تو اسے قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے جیسے کہ غلہ کے ڈھیر میں سے ایک کلو کو اگر بیچ دیا جائے تو اسے کیل یا وزن کرنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔(۲۳)

امام احمد بن حنبل کی مذکورہ آخری روایت امام مالک کے مذہب کے قریب قریب ہے کہ ان کے نزدیک بھی ایسے

غلہ کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے جسے اندازے کی بنیاد پر خریدا گیا ہو، البتہ امام مالک کے نقطہ نظر میں طعام کی تخصیص ہے جبکہ امام احمد بن حنبل کی اس روایت میں اجازت اور عدم اجازت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ عام ہے۔

مذکورہ روایات میں سے اصح روایت اور اس کے دلائل:

مذکورہ مسئلہ میں امام احمد بن حنبل سے منقول کل چار روایات ہیں جن میں سے اصح روایت کے حوالے سے یہ بات تو واضح ہے کہ مذکورہ بیان کردہ تحریر کے مطابق تیسری اور چوتھی روایت ان کا مذہب نہیں ہے البتہ پہلی اور دوسری روایت کے بارے میں باہم ترجیح کے حوالے سے تعبیرات مختلف ہیں۔

جبکہ اس اختلاف میں تطبیق کی صورت پیدا کرتے ہوئے ابن قدامہ لکھتے ہیں:

یحتمل انه اراد المکیل والموزون، والمعدود من الطعام الذی ورد النص بمنع بیعه، وھذا اظھر دلیلاً و احسن. (۲۴)

''اس کا بھی احتمال ہے کہ مکیلی، موزونی اور عددی سے مراد وہی طعام ہو جس کے بیچنے کے بارے میں نص آئی ہے، یہ بات دلیل کے اعتبار سے زیادہ ظاہر اور عمدہ ہے۔''

الغرض امام احمد بن حنبل سے مذکورہ چار روایات میں سے اصح اور ارجح روایت کے حوالے سے حنابلہ کے مذہب کو بیان کرنے والی تعبیرات آپس میں مختلف ہیں۔ بعض تعبیرات کے مطابق مذکورہ روایات میں سے پہلی روایت راجح ہے اور بعض تعبیرات کے مطابق دوسری تعبیر اصح اور ارجح ہے، جبکہ علامہ ابن قدامہ مذکورہ دونوں روایات میں تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ طعام کے ساتھ قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ طعام کو کیل یا وزن یا عدد کی بنیاد پر خریدا گیا ہو، اس تطبیق کو علامہ ابن قدامہ دلیل کے اعتبار سے سب سے زیادہ عمدہ اور بہتر قرار دیتے ہیں، گویا کہ علامہ ابن قدامہ کے نزدیک ان دونوں روایات میں مقصود کے اعتبار سے کوئی اختلاف نہیں ہے، صرف تعبیر اور الفاظ کا فرق ہے اور یہی بات زیادہ بہتر بھی معلوم ہوتی ہے۔

مذکورہ راجح نقطہ نظر کی دلیل:

امام احمد بن حنبل کے راجح نقطہ نظر کی دلیل بیان کرتے ہوئے علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

و قال ابن عبدالبر الاصح عن احمد بن حنبل ان الذی یمنع من بیعه قبل قبضه ھو الطعام و ذلک لان النبی ﷺ نھی عن بیع الطعام قبل قبضه فمفھومه اباحة بیع ماسواہ قبل قبضه (۲۵)

نیز علامہ ابن قدامۃ مخالفین کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

فاما احادیثھم فقد قیل لم یصح منھا الاحدیث الطعام وھو حجة لنا بمفھومه فان

تخصیصه الطعام بالنهی عن بیعه قبل قبضه یدل علی اباحة ذلک فیما سواه.(۲۶)

''مخالفین کی پیش کردہ روایات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان میں سے حدیث طعام کے علاوہ کوئی دوسری روایت صحیح نہیں ہے اور یہ حدیث مبارکہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے ہمارے لئے دلیل ہے کیونکہ قبضہ سے پہلے بیع کی ممانعت میں طعام کی تخصیص کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے علاوہ دیگر اشیاء میں قبضہ سے پہلے بیع کی اجازت ہے۔''

مذکورہ دلیل کا حاصل یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل نے بنیادی طور پر اپنے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے ان احادیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے جن میں آپ ﷺ نے قبضہ سے پہلے فروخت کی ممانعت کا تعلق صراحتاً صرف طعام کے ساتھ مقید کیا ہے، جس کی وجہ سے امام احمد بن حنبل اس ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ قائم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر اس ممانعت کا تعلق طعام کے علاوہ دیگر اشیاء کے ساتھ بھی ہوتا تو پھر صرف طعام کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی، لہذا طعام کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ ہے، دوسری اشیاء کے ساتھ نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا مذہب:

مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اشیاء منقولہ کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے جبکہ غیر منقولہ کو بیچنا جائز ہے، چنانچہ ان کے مؤقف کو بیان کرتے ہوئے علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

ومن اشتری شیئاً مما ینقل و یحول لم یجزله بیعه حتی یقبضه ... ویجوز بیع العقار قبل القبض عندابی حنیفه و ابی یوسف .(۲۷)

''جس شخص نے کسی ایسی چیز کو خریدا جسے منتقل کیا جاسکتا ہو اور تبدیل کیا جاسکتا ہو تو خریدار کے لئے اس چیز کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے... امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک عقار یعنی غیر منقولہ چیز کو بیچنا جائز ہے۔''

گویا کہ قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کی شرعی حیثیت کے بارے میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ اشیاء منقولہ کو تو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، البتہ غیر منقولہ اشیاء مثلاً زمین وغیرہ کو عمومی حالات میں قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے اور یہی جمہور حنفیہ کا مؤقف ہے۔

شیخین کے نزدیک زمین میں قبضہ سے پہلے بیع کے جواز کی شرط:

شیخین کے نزدیک زمین کو خریدنے کی صورت میں اس پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا اصولی طور پر تو جائز ہے لیکن اس کی ایک شرط بھی ہے، جس کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

(صح بیع عقار لا یخشی هلاکه قبل قبضه) من بائعه لعدم الغرر لندرة هلاک العقار

حتی لو کان علوا او علی شط نهر ونحوه کان کمنقول فلا یصح اتفاقا(۲۸)

''جس زمین کے ہلاک ہونے کا خطرہ نہ ہوتو اسے بائع سے قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز ہے کیونکہ اس میں غرر نہیں ہے اس لیے کہ زمین کی ہلاکت نادر ہے، لیکن اگر زمین کسی بلند جگہ پر ہو یا نہر وغیرہ کے کنارے پر ہوتو وہ زمین بھی منقولہ چیز کی طرح ہے اور اس صورت میں بیع بالاتفاق صحیح نہیں ہے۔''

اور علامہ شامی مذکورہ عبارت میں ''ونحوہ'' کی مثال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(قوله ونحوه) بان کان فی موضع لا یومن ان تغلب علیه الرمال(۲۹)

''یعنی زمین ایسی جگہ میں ہو جہاں اس زمین پر ریت کے غالب آجانے کا امکان ہو۔''

حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک بھی غیر منقولہ کو قبضہ سے پہلے مطلقاً بیچنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ زمین ایسی ہو جس کی ہلاکت کا خطرہ نہ ہو، لہٰذا اگر زمین ایسی ہو جس کی ہلاکت کا خطرہ ہو تو اس صورت میں ایسی زمین کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا شیخین کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے، جیسے کہ اگر زمین بلندی پر ہے یا کسی نہر کے کنارے پر ہے یا ایسی جگہ ہے جہاں اس بات کا امکان ہے کہ ریت وغیرہ اس جگہ پر غالب آجائے، تو اس صورت میں ایسی زمین کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔

شیخین کے نزدیک زمین میں قبضہ سے پہلے بیع کے جواز کا مفہوم:

حنفیہ کے نزدیک زمین میں قبضہ سے پہلے بیع کے جواز کا مطلب صرف بیع کا صحیح ہونا ہے اور صحیح ہونے سے مراد بیع کا نافذ ہونا یا لازم ہونا مراد نہیں ہے چنانچہ علامہ شامی نے اس پہلو کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے

(قوله صح بیع عقار الخ) ای عندهما وقال محمد لایجوز، وعبر بالصحة دون النفاذ و اللزوم، لا نهما موقوفان علی نقد الثمن اورضا البائع والافللبائع ابطاله ای ابطال البیع المشتری وکذا کل تصرف یقبل النقض اذا فعله المشتری قبل القبض او بعده بغیر اذن البائع فللبائع ابطاله بخلاف مالا یقبل النقض کالعتق والتدبیر والاستیلاد بحر...و ای بعد القبض الواقع بلااذنه لان قبض المبیع قبل نقد الثمن بلا اذن البائع غیر معتبر لان له استرداده وحبسه الی قبض الثمن.(۳۰)

''شیخین کے نزدیک تو زمین کی بیع صحیح ہے اور امام محمد فرماتے ہیں کہ جائز نہیں ہے اور مسئلہ کی تعبیر صحت کے ساتھ کی ہے نفاذ اور لزوم کے ساتھ نہیں کی کیونکہ یہ دونوں امور تو ثمن کی ادائیگی یا بائع کی رضامندی پر موقوف ہوتے ہیں ورنہ بائع کو مشتری کے معاملہ کے باطل کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے اور اسی طرح اگر مشتری قبضہ سے پہلے یا قبضہ کے بعد بائع کی اجازت کے بغیر کوئی ایسا تصرف کرتا ہے جو نقض کو قبول کرتا

ہے تو بائع کو حق حاصل ہے کہ اسے باطل کردے بخلاف ان تصرفات کے جو نقض کو قبول نہیں کرتے ہیں جیسے کہ آزاد کرنا، مدبر بنا دینا یا ام ولد بن جانا... یعنی ایسے قبضہ کے بعد جو اس کی اجازت کے بغیر واقع ہو کیونکہ ثمن ادا کرنے سے پہلے بائع کی اجازت کے بغیر مبیع پر قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں بائع کے پاس مبیع کو واپس لینے اور ثمن کے وصول کرنے تک روکے رکھنے کا حق حاصل ہے۔''

حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک زمین کی ہلاکت کا خوف نہ ہونے کی صورت میں زمین کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز ہے لیکن اس جواز کا مطلب بیع کا صحیح ہونا ہے اور اس جواز سے بیع کا نفاذ اور لزوم مراد نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ علامہ حصکفی نے مذکورہ عبارت میں اس مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے ''صح'' کا لفظ استعمال کیا ہے، نفاذ اور لزوم کی تعبیر اختیار نہیں کی، کیونکہ بیع کا نفاذ اور لزوم تو اس صورت میں درج ذیل دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی موجودگی کے ساتھ مشروط ہے۔

۱۔ یا تو مشتری خرید شدہ زمین کی قیمت بائع کو ادا کردے۔

۲۔ یا پھر مشتری بائع کو قیمت ادا کیے بغیر ہی آگے بیچنے پر راضی کرلے۔

لیکن اگر مشتری نے بائع کی اجازت یا قیمت کی ادائیگی کے بغیر ہی اس زمین کو قبضہ کرنے سے پہلے یا قبضہ کرنے کے بعد آگے بیچ دیا یا اس میں کوئی دوسرا تصرف کردیا تو اس صورت میں بائع کو شرعاً اختیار حاصل ہوگا کہ وہ مشتری کے اس آگے بیچنے کے عمل کو یا تصرف کو باطل کردے، البتہ اس بطلان کے لیے یہ ضروری ہے کہ مشتری نے ایسا تصرف کیا ہو جو بطلان کو قبول کرتا ہو، لیکن اگر مشتری نے ایسا تصرف کیا جو بطلان کو قبول نہیں کرتا جیسے کہ مشتری نے غلام خرید کر اس کو آزاد کردیا، تو اس صورت میں وہ تصرف باطل نہیں ہوگا کیونکہ بائع کو مبیع کی واپسی اور ثمن کی وصولیابی تک اسے اپنے پاس روکے رکھنے کا حق حاصل ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نقطہ نظر کے دلائل:

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے نقلی دلائل وہی ہیں جو امام شافعی اور امام محمد اپنے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف بھی امام شافعی اور ان کے موافقین کی طرح منقولہ اشیاء کی بیع قبضہ سے پہلے مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں، صرف عقار کی بیع کو اس عمومی حکم سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں، لہذا نہی کی عام ممانعت والی احادیث مبارکہ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن اور امام شافعی کے نقطہ نظر کے اثبات کے لئے دلیل کے طور پر مشترکہ حیثیت میں پیش کی جاسکتی ہیں، البتہ اس بات کی وضاحت باقی رہ جاتی ہے کہ امام شافعی اور ان کے موافقین کی طرح نہی کی عمومیت والی احادیث مبارکہ سے استدلال کرنے کے باوجود امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف نے عقار کو اس حکم سے کس دلیل کی بنیاد پر مستثنیٰ کرتے ہوئے عقار میں قبضہ سے پہلے بیع کے جواز کا قول اختیار کیا؟ تو اس سلسلے میں حنفیہ کے استدلال کو علامہ جلال الدین خوارزمی نے سب سے زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے:

(قوله ولان فيه غرر انفساخ العقد على اعتبار الهلاک)لانه اذاهلک قبل القبض ينفسخ البيع وعاد الى قديم ملک البائع فيكون المشترى بائعاملک غيره و متى قبض يتم البيع فيصير بائعاملک نفسه وقبل القبض لايدرى اتم البيع فيصير بائعا ملک نفسه ام ينفسخ فيصير بائعا ملک غيره فلا يصح فتمكن فيه غرر فكان باطلا بخلاف البيع الاول لانه لم يتمكن فيه هذا الغررلانه متى لم يقبض المشترى وانفسخ البيع بالهلاک او قبض وتم البيع يكون البائع فى الحالين بائع ملكه لا ملک غيره بخلاف ما نحن فيه.(۳۱)

''اگر مبیع قبضہ سے پہلے ہلاک ہو جائے تو بیع فسخ ہو جاتی ہے اور مبیع بائع کی سابقہ ملکیت میں واپس لوٹ آتی ہے تو اس صوررت میں مشتری کسی دوسرے کی مملوکہ چیز کو بیچنے والا ہوگا اور جب مشتری قبضہ کر لیتا ہے تو بیع تام ہو جاتی ہے اور مشتری اپنی مملوکہ چیز کو بیچنے والا کہلاتا ہے اور قبضہ سے پہلے مشتری کے علم میں نہیں ہے کہ یہ بیع تام ہوگی کہ وہ اپنی مملوکہ چیز بیچنے والا ہوگا یا بیع فسخ ہوگی کہ وہ کسی دوسرے کی مملوکہ چیز بیچنے والا کہلائے گا جو کہ صحیح نہیں ہے تو اس غیر یقینی کیفیت کی وجہ سے اس میں غرر ہے لہذا یہ باطل ہے لیکن غرر کی یہ صورتحال پہلی بیع میں نہیں ہے کیونکہ مشتری کے قبضہ نہ کرنے کی صورت میں مبیع کے ہلاک ہو جانے کی وجہ سے یا تو بیع فسخ ہو جائے گی یا پھر مشتری کے قبضہ کر لینے کی وجہ سے بیع مکمل ہو جائے گی تو دونوں صورتوں میں بائع اپنی ہی مملوکہ چیز کو بیچنے والا کہلائے گا کسی دوسرے کی مملوکہ چیز کو بیچنے والا نہیں کہلائے گا لیکن اگر خریدار قبضہ سے پہلے بیچ رہا ہے تو پھر اس میں یہ صورتحال نہیں ہے۔''

گویا کہ مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نقطہ نظر کی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ قبضہ سے پہلے بیچنے میں بیع کے بنیادی ارکان یعنی ایجاب وقبول ایسے افراد کی طرف سے وجود میں آتے ہیں جو شریعت کی نظر میں اس ایجاب وقبول کی اہلیت رکھتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ یہ ایجاب وقبول ایسی چیز کے بارے میں کرتے ہیں جو مبیع بننے کی صلاحیت رکھتا ہے جبکہ بیع کی اجازت قرآن کریم، احادیث نبویہ اور اجماع امت سے ثابت ہے، لہٰذا ان تمام امور کے ہوتے ہوئے اصولی طور پر بیع میں قبضہ سے پہلے بیچنے کی اجازت ہونی چاہیئے لیکن احادیث مبارکہ میں اس کی ممانعت آتی ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ممانعت والی احادیث مبارکہ کسی علت اور بنیاد کے ساتھ معلول ہیں، لہذا جن اشیاء میں یہ علت پائی جائے گی ان کی قبضہ سے پہلے بیع ممنوع ہو جائے گی اور جن اشیاء میں یہ علت نہیں ہوگی ان میں اپنی اصل کے مطابق قبضہ سے پہلے بیع کی اجازت ہوگی کیونکہ ان اشیاء میں ممانعت والی علت نہیں ہوگی۔ممانعت کی یہ علت قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کی صورت میں پہلے بائع کے پاس خرید کردہ چیز کے ہلاک ہو جانے کی صورت میں دوسرے معاملہ کے ختم ہو جانے کا خطرہ ہے، کیونکہ اگر وہ چیز خریدار کے قبضہ کرنے سے پہلے بائع کے پاس ہلاک ہو جائے تو اس صورت میں بیع فسخ ہو جاتی ہے اور وہ چیز خریدار کی

ملکیت سے نکل کر واپس بائع کی قدیم ملکیت میں آجاتی ہے، لہذا اس صورت میں لازم آئے گا کہ خریدار کسی دوسرے کی مملوکہ چیز کو بیچ رہا ہے اور دوسرے کی مملوکہ چیز کو بیچنا درست نہیں ہے، لیکن جب مشتری قبضہ کرلے گا تو بیع مکمل ہو جائے گی اور وہ اپنی ہی مملوکہ چیز کو آگے بیچنے والا کہلائے گا، جبکہ قبضہ کرنے سے پہلے دونوں صورتیں ممکن ہیں کہ چیز بائع کے پاس ہلاک ہو جانے کی صورت میں بیع فسخ ہو جائے اور اس صورت میں کسی دوسرے کی مملوکہ چیز بیچنا لازم آئے اور یہ بھی ممکن ہے کہ چیز ہلاک نہ ہو اور بیع تام ہو جائے اور خریدار اپنی مملوکہ چیز بیچنے والا کہلائے، اس طرح کی صورتحال شریعت کی نظر میں غرر کہلاتی ہے اور غرر ناجائز ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے غرر کی بیع سے منع فرمایا ہے لہذا یہ معاملہ ناجائز ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ ضائع ہونے کا خطرہ صرف انہی اشیاء میں ہوتا ہے جن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے لہذا صرف اشیاء منقولہ کی بیع کو قبضہ سے پہلے ممنوع قرار دیا جائے گا کیونکہ اس صورت میں امکان ہے کہ خرید کردہ چیز قبضہ سے پہلے ہلاک ہو جائے، اس صورت میں اگر خریدار نے اس کو آگے بیچ دیا ہوگا تو وہ اسے حوالے کرنے پر قادر نہیں ہوگا، لہذا شریعت نے پہلے ہی اس صورت میں بیع کرنے کو ممنوع قرار دیا، چونکہ زمین یعنی غیر منقولہ اشیاء میں یہ علت نہیں پائی جاتی کیونکہ زمین میں ضائع ہو جانے یا ھلاک ہو جانے کا خطرہ عام طور پر نہیں ہوتا اسلئے ممانعت کی علت نہ ہونے کی وجہ سے زمین کو قبضہ سے پہلے بیچنا ممنوع نہیں ہوگا، البتہ اگر زمین ایسی جگہ ہو جس میں ضائع ہو جانے کا خطرہ موجود ہو تو اس صورت میں ایسی زمین کو ممانعت والی علت کے پائے جانے کی وجہ سے قبضہ سے پہلے آگے بیچنا جائز نہیں ہوگا اور اس صورت میں ایسی خطرے والی زمین کا حکم بھی منقولہ اشیاء کی طرح ہوگا، نیز زمین کو قبضہ سے پہلے بیچنے کی صورت میں غیر مضمون چیز سے نفع حاصل کر لینے کی خرابی بھی لازم نہیں آتی ہے کیونکہ ضمانت تو اس چیز کی ضروری ہوتی ہے جس کے ھلاک ہو جانے کا خوف ہو اور زمین میں تو عمومی حالات میں ھلاکت کا خطرہ نہیں ہوتا، اسلئے اس میں ضمان کی بھی ضرورت نہیں ہے اور غیر مضمون چیز سے نفع حاصل ہونا قبضہ کے پہلے بیچنے کی ممانعت کی علت ہے، جب یہ علت زمین میں پائی ہی نہیں جاتی، تو پھر اسے قبضہ سے پہلے فروخت کرنا منع بھی نہیں ہوگا۔

حنفیہ کا مفتی بہ نقطہ نظر:

قبضہ سے پہلے بیع کے مسئلہ میں امام محمد کا حضرات شیخین سے اختلاف ہے جیسا کہ مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہو چکا، لیکن اس مسئلہ میں حنفیہ کے نزدیک راجح اور مفتی بہ نقطہ نظر حضرات شیخین کا ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ کے انداز بیان سے یہ بات واضح ہوتی ہے، کیونکہ انہوں نے اس مسئلہ میں حضرات شیخین کے دلائل کو بعد میں ذکر کیا ہے اور امام محمد کے دلائل کو پہلے ذکر کیا ہے اور صاحب ہدایہ کی عادت یہ ہے کہ وہ راجح مذہب کی دلیل کو بعد میں ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ مولانا محمد عبدالحی لکھنوی نے ہدایہ کے مقدمہ میں صاحب ہدایہ کی عادات وآداب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

ومنها انه يؤخر دليل المذهب الذى هو المختار عنده كذا فى النهاية فى آخر كتاب

ادب القاضی و فی العناية فی باب البيع الفاسد و فی فتح القدير فی كتاب الصرف و فی نتائج الافكار من عادة المصنف المستمرة ان يوخر القوی عند ذكر الادلة علی الاقوال المختلفة ليقع المؤخر بمنزلة الجواب عن المقدم وان كان قدم القوی فی الاكثر عند نقل الاقوال. (۳۲)

''صاحب ہدایہ کی عادات میں سے ہے کہ وہ مختار مذہب کی دلیل سب سے آخر میں ذکر کرتے ہیں یہ بات ''النہایہ'' میں کتاب ادب القاضی کے آخر میں اور ''عنایۃ'' میں باب البیع الفاسد میں اور ''فتح القدیر'' میں کتاب الصرف میں درج ہے اور کتاب نتائج الافکار میں مصنف کی مستقل عادت قرار دی گئی ہے کہ وہ مختلف اقوال کے دلائل کا تذکرہ کرتے ہوئے سب سے آخر میں قوی دلیل کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ سب سے آخر میں آنے والا دلیل گزشتہ کا جواب بن جائے اگر چہ مختلف اقوال کو نقل کرتے ہوئے عام طور پر قوی قول کو سب سے پہلے نقل کرتے ہیں۔''

راجح نقطہ نظر:

قبضہ سے پہلے بیع کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں ذکر کردہ اختلافی اقوال میں سے راجح نقطہ نظر کے سلسلے میں مختلف علماء نے مختلف آراء قائم کی ہیں جن میں سے نمونہ کے طور پر چند علماء کا ترجیحی نقطہ نظر ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) امام ابومحمد علی بن زکریا کی رائے:

ابومحمد علی بن زکریا کے نزدیک مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کی رائے راجح ہے اور ان کے نقطہ نظر کی ترجیح بیان کرتے ہوئے امام ابومحمد علی بن زکریا لکھتے ہیں کہ:

(لا) يجوز بيع ما ينقل ويحول قبل القبض:

البخاری : عن طاووس ، عن ابن عباسؓ قال: ((اما الذی بهی عنه النبی ﷺ فهو الطعام قبل ان يقبض . قال ابن عباس :ولا احسب كل شئی الا مثله))، فنهی النبی ﷺ عن بيع الطعام قبل القبض ، دليل علی عدم جواز بيع كل ما ينقل و يحول ، (لانه) فی معناه ... و نحن لا نسلم ان المعنی الذی نهی النبی ﷺ عن بيع الطعام قبل القبض لاجله هو ما ذكره ، بل معنی آخر وهو غرر انفساخ العقد بهلاک المعقود عليه قبل القبض ، والهلاک فی العقار نادر .(۳۳)

مذکورہ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان میں قبضہ سے پہلے طعام کو بیچنے کی ممانعت کا تعلق منقولہ اشیاء کے ساتھ ہے، اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فرمان میں بھی ہر چیز سے مراد وہ اشیاء ہیں جو قابل نقل اور قابل

تحویل ہوں، اگر اس سے مراد تمام اشیاء لی جائیں جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کے فرمان کا ظاہر ہے تو پھر یہ تعبیر اختیار کرنی ہوگی کہ مشتری پر قبضہ سے پہلے طعام کے بیچنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں غیر مضمون چیز کا نفع حاصل کرنا لازم آرہا ہے، کیونکہ قبضہ سے پہلے وہ طعام بائع کی ضمان میں ہے اور غیر مضمون چیز کا نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے اور یہ قباحت جس طرح طعام میں موجود ہے، اسی طرح ممانعت کے عموم کے لیے باقی اشیاء میں بھی موجود ہے لہذا تمام اشیاء میں قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت ہے، لیکن امام زکریا لکھتے ہیں کہ ہم اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ قبضہ سے پہلے طعام کو بیچنے کی ممانعت کی بنیادی وجہ یہی ہے جو ذکر کی گئی ہے، بلکہ اس ممانعت کی وجہ تو یہ ہے کہ قبضہ سے پہلے معقود علیہ کے ہلاک ہونے کی صورت میں عقد کے فسخ ہو جانے کا احتمال موجود ہے اور غیر منقولہ اشیاء میں ہلاکت نادر ہے، لہذا اس ممانعت کا تعلق صرف منقولہ اشیاء کے ساتھ ہی ہوگا۔

(۲) ڈاکٹر وھبہ زحیلی کی رائے:

ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے مذکورہ اختلافی بحث نقل کرنے کے بعد امام شافعی کی رائے کو راجح قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

والظاهر رجحان رای الشافعية ، لعموم النهى عن بيع الشئى قبل قبضه فى حديث حكيم بن حزام ، دون قصره على الطعام ، ويكون حديث النهى عن الطعام فى حالة من حالات النهى لا تمنع غيرها، وهو احتجاج بالمفهوم المخالف من الحديث... ثم ان الملكية فى الشئى قبل القبض ضعيفة ، وفيها غرر اى احتمال الحصول وعدم الحصول، و يترجح عدم الحصول فى حال احتكار المنتجين للسلع وايقاع البائعين على المكشوف فى حرج. (۳۴)

مذکورہ عبارت میں ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے امام شافعی کے قول کی ترجیح کی وجہ حضرت حکیم بن حزام کی حدیث کو قرار دیا ہے جس میں تمام اشیاء کو خریدنے کی صورت میں قبضہ سے پہلے بیچنے کی مطلقاً ممانعت ہے اور اس میں صرف طعام کا تذکرہ نہیں ہے جبکہ کسی موقع پر صرف طعام سے ممانعت کی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ طعام کے علاوہ دیگر اشیاء میں ممانعت نہیں ہوگی، نیز ڈاکٹر وھبہ زحیلی کے نزدیک ممانعت کو صرف طعام کے ساتھ مخصوص کر دینا حدیث مبارکہ کے مفہوم مخالف سے استدلال کرنا ہے، جبکہ ممانعت کو عموم پر محمول کرنے کی تائید حضرت حکیم بن حزام کی حدیث کے صریح صاف الفاظ سے ہو رہی ہے اور صریح الفاظ سے ثابت ہونے والے حکم پر عمل کرنا مفہوم مخالف سے استدلال کرنے کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے، اسی طرح حضرت حکیم بن حزام کی حدیث مبارکہ کی تائید حضرت زید بن ثابت کی حدیث مبارکہ سے بھی ہو رہی ہے، نیز عقلی طور پر بھی قبضہ سے پہلے کسی چیز میں ملکیت کا ثبوت کمزور ہوتا ہے اور اس میں جس طرح اس چیز کے حاصل ہو

جانے کا احتمال ہوتا ہے، اسی طرح اس چیز کے حاصل نہ ہونے کا بھی احتمال ہوتا ہے اور موجودہ دور میں کاروباری لوگوں کی ذخیرہ اندوزی کرنے میں رغبت کو دیکھتے ہوئے اس چیز کے حاصل نہ ہونے کا پہلو ہی راجح محسوس ہوتا ہے۔

(۴) ڈاکٹر علی محی الدین علی القرۃ داغی کی رائے:

ڈاکٹر علی محی الدین نے فقہاء کرام کی آراء نقل کرنے کے بعد امام مالک کے قول کو راجح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

والذی یظهر لی رجحانه هو ان منع التصرف فی المبیع و نحوه قبل القبض محصور فی الطعام، وان العلة هی الطعام لا غیر، وعلی هذا تدل الاحادیث الصحیحة... ولا شک ان تخصیص الطعام بالنهی عن بیعه قبل قبضه دلیل علی مخالفة غیره له. والواقع ان قول ابن عباس : " واحسب کل شئی مثله " اجتهاد محض منه لا یکون حجة علی اجتهاد غیره ...وقد استدل المخالف بادلة لا یخلو جمیعها اما من ضعف فی سندها، او انها لیست نصا فی دلالتها علی منع المبیع غیر الطعام، ...وهکذا لو استعرضنا جمیع ادلتهم التی وفقت فی الاطلاع علیها لوجدناها اما ضعیفة لا تنهض حجة، او انها لیست نصاً فی الدعوی، والقاعدة المعروفة تقول : " والدلیل اذا تطرق الیه الاحتمال بطل به الاستدلال". ومن جانب آخر، ان الادلة الصحیحة تدل علی جواز اجراء بعض العقود علی المبیع قبل القبض ...وفی نظرنا فهذا محصور فی الطعام فلا یجوز بیعه ولا التصرف فیه قبل القبض، وفیما عداه یبقی علی القاعدة العامة والله اعلم.(۳۵)

مذکورہ عبارت میں ڈاکٹر علی محی الدین نے امام مالک کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے کہا ہے کہ طعام کے علاوہ دیگر تمام اشیاء میں عقد کرنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے تصرف کرنا جائز ہے، صرف طعام میں اس کی ممانعت ہے، اس نقطہ نظر کی ترجیح کو انہوں نے بہت تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صحیح احادیث میں ممانعت کا تعلق صرف طعام کے ساتھ ہے، جس سے یہ بات خود بخود ثابت ہو جاتی ہے کہ طعام کے علاوہ دیگر اشیاء میں یہ ممانعت نہیں ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس کے فرمان کو وہ ان کا ذاتی اجتہاد قرار دیتے ہیں، نیز ان کے نزدیک اس نقطہ نظر کے اختیار کرنے میں اس موضوع سے متعلق منقول تمام احادیث مبارکہ میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے کہ ممانعت والی تمام احادیث مبارکہ کا تعلق طعام کے ساتھ ہے اور قبضہ سے پہلے تصرف کے جواز پر دلالت کرنے والی احادیث مبارکہ کا تعلق طعام کے علاوہ دیگر اشیاء کے ساتھ ہے اس طرح تمام احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے اور کسی قسم کا تعارض باقی نہیں رہتا۔

اس نقطہ نظر کے مخالفین کے دلائل نقلیہ ان کے نزدیک یا تو سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں یا ان کے دلائل میں اس

بات کی تصریح نہیں ہے کہ طعام کے علاوہ دیگر اشیاء کو بھی قبضہ سے پہلے بیچنے کی ممانعت ہے اور یہ دونوں امور کسی نقطہ نظر کو کمزور کرنے کے لئے کافی ہیں، پھر مخالفین کے دلائل میں ضعف کی موجودگی یا دعوی کے مطابق دلیل کے نہ ہونے کو انہوں نے تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے نتیجہ بحث کے طور پر لکھا ہے کہ شریعت اسلامیہ کے عمومی قواعد کا تقاضا یہی ہے کہ عقود خاص طور پر مالی معاملات بنیادی طور پر ایجاب وقبول کے ساتھ مکمل ہو جاتے ہیں، جب ایجاب وقبول اپنی مطلوبہ شرائط کے ساتھ مکمل ہوتے ہیں تو اس پر شرعی اثرات ونتائج بھی مرتب ہوتے ہیں، لہذا ایجاب وقبول کے بعد اثرات ونتائج کے اعتبار سے کسی چیز کو مستثنی کر لینا کسی صحیح دلیل کے بغیر درست نہیں ہے اور کسی صریح صحیح دلیل کے ساتھ ثابت ہونے والا استثناء صرف طعام کے ساتھ مخصوص ہے، لہذا صرف طعام میں ایجاب وقبول کے مکمل ہونے کے باوجود قبضہ سے پہلے تصرف کرنا صحیح نہیں ہوگا اور دیگر تمام اشیاء کو اپنے عمومی قاعدہ پر برقرار رکھا جائے گا۔

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد کا نقطہ نظر:

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد نے مذکورہ مسئلہ میں حنفیہ کا نقطہ نظر بیان کرنے کے بعد تطبیق کی راہ اختیار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> ''یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے جبکہ امام مالک اور امام احمد کے نزدیک کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ اشیاء میں قبضہ سے پیشتر بھی فروخت جائز ہے۔ اول تو اسی کی کوشش کرنی چاہیے کہ قبضہ سے قبل فروخت نہ کرے لیکن جہاں عام رواج کی بنا پر اس پر عمل کرنا دشوار ہو تو ان دو اماموں کے قول کے مطابق کھانے پینے کی چیزوں کو چھوڑ کر اور چیزوں میں قبضہ سے قبل فروخت کرنے کی گنجائش ہے اور یہ امام ابوحنیفہ کے قواعد کے منافی بھی نہیں ہے۔'' (۳٦)

خلاصہ بحث:

قبضہ سے پہلے بیع کے بارے میں مذکورہ اختلافی نقطہ نظر پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام مالک کے مسلک کی بنیاد وہ احادیث مبارکہ ہیں جن میں لفظ طعام کے تذکرہ کے ساتھ قبضہ سے پہلے بیع کی ممانعت آئی ہے لیکن کچھ احادیث مبارکہ ایسی بھی ہیں جن میں ممانعت لفظ طعام کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ اسلئے امام مالک کے مسلک کے اختیار کرنے میں اگرچہ سہولت موجود ہے لیکن کچھ احادیث مبارکہ کے عموم سے اس کا ٹکراؤ ہوتا ہے، اسی وجہ سے تمام احادیث کو جمع کرنے کی غرض سے امام شافعی نے عموم کا قول اختیار کیا جس پر عمل کرنے میں اگرچہ مشقت ہے لیکن احادیث مبارکہ پر عمل ہونے کے اعتبار سے کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہیں رہتا، گویا کہ امام شافعی کا مسلک اختیار کرنے میں احتیاط ہے، جبکہ حنفیہ کے مفتی بہ قول میں اگرچہ امام شافعی کے نقطہ نظر کی طرح عموم ہے لیکن اس کے ساتھ عقار یعنی زمین کو اس عموم سے ایک خاص شرط کے ہوتے ہوئے مستثنی قرار دیا گیا ہے جس کی بنیاد کسی حدیث مبارکہ کے صریح الفاظ نہیں ہیں، البتہ یہ حضرات مذکورہ مسئلہ

کی ذکر کردہ احادیث مبارکہ کو معلول قرار دے کر عقار کو اس حکم سے الگ کر دیتے ہیں جس سے ایک اعتبار سے اگرچہ عملی طور پر سہولت تو ہو جاتی ہے لیکن اس سہولت کی دلیل براہ راست حدیث مبارکہ یا کوئی نص نہیں ہے بلکہ اجتہاد اور تفقہ ہے۔

لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام مالک کے مسلک میں سب سے زیادہ وسعت ہے اور امام شافعی کے مسلک میں سب سے زیادہ احتیاط ہے جبکہ امام ابو حنیفہ کے مسلک میں وسعت اور احتیاط دونوں کو جمع کرتے ہوئے اعتدال کا راستہ اختیار کیا گیا ہے، لہذا عمومی حالات میں امام شافعی کے نقطہ نظر کو احتیاط کے پیش نظر اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ اس صورت میں تمام مسالک پر عمل ہو جاتا ہے یا پھر حنفیہ کے مسلک کو اختیار کیا جائے کیونکہ اس صورت میں وسعت اور اعتدال کے دونوں پہلو بھی موجود ہیں اور تمام فقہی مسالک پر کافی حد تک عمل ہو جاتا ہے اور نتائج کے اعتبار سے اختلاف بھی کم ہو جاتا ہے، البتہ جہاں ان مسالک کو اختیار کرنے میں بہت زیادہ دقت اور دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو تو پھر امام مالک کے مسلک کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱- ابن حزم، ابومحمد علی بن سعید (م۴۵۶ھ)، المحلی بالآثار، دارالفکر، بیروت لبنان، ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱م، ۴۷۶/۷

۲- نووی، ابوزکریا یحیی بن شرف (م۶۷۶ھ) حاشیۃ الکامل للنووی علیٰ ہامش الصحیح المسلم، قدیمی کتب خانہ، طبعہ اولی دھلی ۱۳۴۹ھ-۱۹۳۰م، ۵/۲

۳- ابن قیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر بن ایوب (م۷۵۱ھ)، تھذیب علی حاشن مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذری، مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، پاکستان، طبعہ ثانیہ ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹م، ۱۳۱/۵

۴- نووی، ابوزکریا محی الدین بن شرف (م۶۷۶ھ)، کتاب المجموع شرح المہذب للشیرازی، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، طبعہ اولی، ۱۹۷/۹

۵- ابن عبدالبر، حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد (م۴۶۳ھ)، التمھید لمافی الموطا من المعانی والاسانید، مکتبہ الغرباء الاثریۃ، س۔ن، ۳۳۰/۱۳

۶- الشافعی، ابوعبداللہ محمد بن ادریس (م۲۰۴ھ)، الام، دارالفکر، بیروت لبنان، طبعہ اولی، ۱۴۰۰ھ-۱۹۸۰م، ۷۰/۳

۷- ابن قدامہ، موفق الدین ابی محمد عبداللہ بن احمد بن محمد المقدسی (م۶۲۰ھ)، المغنی لابن قدامہ، دار عالم الکتب، ریاض طبعہ رابعہ، ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۹م، ۱۸۹/۶

۸- الشیبانی، امام ابوعبداللہ محمد بن الحسن (م۱۸۹ھ)، الجامع الصغیر مع شرحہ النافع الکبیر، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، س۔ن، ص:۲۷۲

۹- شیرازی، ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف (م۴۷۶ھ)، المھذب فی فقہ الامام الشافعی، دارالمعرفۃ بیروت، لبنان، طبعہ اولی، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳م، ۲۲/۲

۱۰- ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث (م۲۷۵ھ)، سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی، رقم الحدیث: ۳۴۹۵

۱۱- الام للشافعی، ۷۰/۳

۱۲- ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی (م۲۷۹ھ)، جامع الترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ بیع مالیس عندہ، دارالسلام، ریاض، طبعہ ثالثہ ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰م، رقم الحدیث ۱۲۳۴ھ

۱۳- الشیرازی، ابواسحق ابراہیم بن علی فیروزآبادی (م۴۷۶ھ)، المھذب للشیرازی، دارالمعرفۃ، بیروت لبنان، طبعہ اولی، ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳م، ۲۲/۲

۱۴- بابرتی، محمد بن محمود (م۷۸۶ھ)، شرح العنایۃ علی الھدایۃ مع شرح فتح القدیر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، طبعہ ثانیۃ، ۲۰۰۹م، ۴۷۵/۶، ۴۷۶

۱۵- ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد القرطبی (م:۵۹۵ھ)، بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد، مکتبہ علمیہ لاہور، طبعہ اولی، ۱۳۹۶ھ-۱۹۷۶م، ۱۰۸/۲

۱۶- دردیر، شیخ احمد بن محمد العدوی (م۱۲۰۱ھ)، الشرح الکبیر مع حاشیۃ الدسوقی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، طبعہ ثانیہ، ۲۰۰۳ھ، ۲۴۵/۴، ۲۴۶